۱۰ جُمادَی الاُخرٰی ۱۴۴۶ھ / 13 دسمبر 2024ء

مسلّم ہے دائم فضیلت بڑوں کی

(بے ادبی کے بڑھتے ہوئے ناسور کے سدِّباب کے لیے)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel | Follow our Account | Jamia Nizamia Rizvia Like our Page | Jamia Nizamia Rizvia Like our Page | Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ ضُعۡفًا وَّ شَیۡبَۃً ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ ۔[الروم54:30]

انسان اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے...پیدائش کے وقت وہ ایک انتہائی کمزور بچہ ہوتا ہے، نہ تو اُس میں سوجھ بوجھ ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کچھ کرنے کے قابل ہوتا ہے... پھر آہستہ آہستہ بولتا ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے لگتا ہے... پھر لڑکپن شروع ہوتا ہے، جس میں عقل و شعور کے دروازے کھلتے ہیں اور جسمانی طاقت بھی بڑھتی ہے... پھر جوانی کا دَور آتا ہے، جب اُس کی ذہنی و جسمانی طاقت جوبن پر ہوتی ہے، وہ صلاحیتوں کے مطابق سب کچھ سمجھتا بھی ہے اور بہت کچھ کر بھی سکتا ہے... پھر رفتہ رفتہ بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے، جسمانی قوّت بھی کمزوری میں بدلنے لگتی ہے اور عقل و شعور میں بھی فتور پیدا ہونے لگتا ہے۔

باری تعالیٰ نے اپنی اِس قدرت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ ضُعۡفًا وَّ شَیۡبَۃً ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ ۔ ”اللہ ہی ہے جس نے تمھیں کمزور پیدا فرمایا، پھر اِس کمزوری کے بعد تمھیں قوّت عطا فرمائی، پھر اِس طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا طاری کیا، وہ جو چاہے پیدا فرماتا ہے اور وہ بہت علم والا بے حد قدرت والا ہے۔“[الروم54:30]

آیتِ کریمہ میں جہاں باری تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت کا بیان ہے وہاں اِس بات کا بھی ذکر ہے کہ جوانی اور طاقت کے بعد بڑھاپے میں انسان کمزور ہو جاتا ہے اور اُسے دوسروں کی خدمت و سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ قرآن و سنت میں عمر رسیدہ افراد کی تعظیم اور اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم فرمایا گیا ہے، بلکہ اِس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ دُنیا کے کسی بھی مذہب نے مُعمّر افراد کے اتنے حقوق نہیں سکھائے جتنے اسلام نے تعلیم فرمائے ہیں۔

بوڑھوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بھی اہم ہے کہ اسلام نے ”عمر میں بڑے“ حضرات کی تعظیم و تکریم کا حکم بھی دیا ہے اور ”علم و عمل میں بڑے“ بزرگوں کی تعظیم بھی لازم فرمائی ہے۔

اسلامی تہذیب سے دُوری اور یورپین کلچر سے قُرب کی نحوستوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں ”بڑوں“ کی تعظیم کا جذبہ تیزی سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ گھر میں والدین اور دیگر رشتہ داروں کی تکریم کو دیکھیں، کلاس روم میں اساتذہ کے احترام پر بات کریں یا عمر رسیدہ حضرات کے حقوق کی پاسداری کا جائزہ لیں... ہر حوالے سے صورتِ حال بگڑتی چلی جا رہی ہے۔

چنانچہ ”تکریمِ اکابر“ کے اسلامی جذبہ کو اُجاگر کرنے کے لیے آج کے خطبہ میں اِس پہلو پر قرآن و سنت کی روشنی میں گفتگو ہو گی۔

بڑوں کی تعظیم پر بشارات اور بے ادبی پر وعید

قرآن وسنت کی تعلیمات سے معمولی آگاہی رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ اسلام میں ادب واحترام کو بہت اہمیت حاصل ہے اور دین ہمیں ہر شخص کی حیثیت کے مطابق اُس کی تکریم کا حکم دیتا ہے۔

دلوں کو معرفتِ الٰہی کے نور سے منوّر کرنے والے، قرآن وحدیث کی دولت کو سینوں میں محفوظ کرنے والے، عدل وانصاف قائم کرنے والے، دین پر عمل کی سعادت پانے والے، اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا اعزاز پانے والے، اسلام کی حالت میں لمبی عمر پانے والے... یہ سبھی ''بڑے'' ہیں، کوئی عمر میں بڑا ہے اور کوئی دینی اُمور میں... ہمارا دین ہمیں اِن تمام افراد کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔ اِن کی تکریم پر بارگاہِ الٰہی سے انعام کی بشارت ہے اور اِن کی بے توقیری پر محرومی کی وعید ہے۔

دُنیا میں انعام: کئی اعمال ایسے ہیں جن پر آخرت میں اجر وثواب کا وعدہ ہے، جب کہ بڑوں کا احترام کرنا ایسا عمل ہے جس پر آخرت میں تو انعام ہے ہی، دُنیا میں بھی نواز دیا جاتا ہے۔

پروَردۂ آغوشِ نبوّت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوبِ ربِّ عرش ﷺ سے روایت کیا: مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِّسِنِّهٖ إِلَّا قَيَّضَ اللهُ لَهٗ مَنْ يُّكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ۔ ''جو جوان بوڑھے شخص کی عمر کی وجہ سے اُس کی تعظیم کرے تو اِس (جوان) کے بڑھاپے کے وقت اللہ تعالیٰ ایسا شخص مقرر کر دے گا جو اِس کی تکریم کرے گا۔''

(جامع ترمذی، حدیث: 2022۔ قال البکری فی دلیل الفالحین [219/3]: علی الحدیث علامۃ الحسن)

اِس حدیثِ مبارک میں بزرگوں کی تعظیم کرنے والے جوان کے لیے پہلی خوش خبری یہ ہے کہ اُسے لمبی عمر نصیب ہو گی... اور دوسری بشارت یہ ہے کہ جب یہ بڑھاپے کو پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی خدمت و تعظیم کرنے کے لیے کسی بندے کا انتظام فرما دے گا۔[1]

حدیثِ پاک کے راوی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس سال کے بچے تھے کہ اُنھیں نبیِ اکرم ﷺ کی خدمت کرنے کا اِعزاز نصیب ہوا پھر یہ سلسلہ آقا کریم ﷺ کے وصالِ اقدس تک جاری رہا۔ عمر رسیدہ عام مسلمان کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی تو جسے امام الانبیا ﷺ کی خدمت نصیب ہوئی اُس کے کیا کہنے! اللہ تعالیٰ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو عمر، اولاد اور مال میں بے مثال برکت عطا فرمائی:

- عمر میں ایسی برکت ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال 91ھ میں عراق کے شہر بصرہ میں ہوا، اِس وقت آپ کی عمر شریف 103 سال تھی اور بصرہ کے رہنے والے صحابہ میں سب سے آخر میں آپ ہی کا وصال ہوا۔[2]

---

[1] وَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰى طُوْلِ عُمُرِ الشَّابِّ الْمُعَظِّمِ لِلشَّيْخِ الْمُكَرَّمِ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

[2] وَهُوَ آخِرُ مَنْ مَاتَ بِالْبَصْرَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ سَنَةَ إِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ، وَلَهٗ مِنَ الْعُمُرِ مِائَةٌ وَثَلَاثُ سِنِيْنَ، وَقِيْلَ: تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ سَنَةً۔ (مرقاۃ)

- اولاد میں ایسی برکت ہوئی کہ صحیح بخاری شریف کے مطابق وصال سے تقریباً پندرہ سال پہلے 75ھ میں آپ کی اولاد[1] میں سے 120 سے زیادہ حضرات وفات پا چکے تھے،[2] جب کہ 100 سے زائد موجود تھے۔[3]
- مال میں ایسی برکت عطا ہوئی کہ آپ انصار صحابہ علیہم الرضوان کے مال دار ترین افراد میں سے تھے۔[4] باقی سب باغ ایک سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے، مگر آپ کے باغ میں دو مرتبہ پھل لگتے تھے۔[5]

آخرت میں اعزاز: بڑوں کی تکریم پر جہاں دُنیا میں نوازا جاتا ہے وہاں قبر و حشر میں بھی عزت افزائی کا وعدہ ہے۔

فقہ کے چار ائمہ میں سے ایک معروف امام حضرت امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ ایک مرتبہ بہتے پانی سے وُضو فرما رہے تھے، پانی کی بالائی جانب ایک اور شخص وضو کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ میرا استعمال شدہ پانی بہہ کر جس طرف جا رہا ہے اُس جانب ربّ تعالیٰ کے ایک محبوب بندے اور مسلمانوں کے پیشوا حضرت امام احمد وُضو فرما رہے ہیں، اُس کے دل نے یہ بات گوارا نہ کی اور وہ اُٹھ کر نچلی جانب آ گیا جدھر کو امام صاحب کے وُضو کا پانی بہہ کر آ رہا تھا۔

جب اس کی وفات ہوئی تو کسی نے اُسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: خُدائے تعالٰی با تُو چہ کَرد؟ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا سلوک فرمایا؟ کہنے لگا: رَحمَتْ کَرْد؛ بَداں حُرْمَتْ دَاشْتْ کہ اِمام رَا کَرْدَمْ دَرْوُضُو سَاخْتَنْ۔ یعنی مَیں نے ایک مرتبہ وُضو کرتے ہوئے امام احمد کا ادب کیا تھا، ربّ تعالیٰ نے اُس کی لاج رکھتے ہوئے رحمت فرمائی ہے (اور بخش دیا ہے)۔[6]

(تذکرۃ الاولیاء، شیخ فرید الدین عطار، ذکرِ امام احمد بن حنبل، ص:199، مطبع فخر المطابع)

---

[1] شیخ قاری علیہ الرحمہ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں اختیار کیا کہ اِس تعداد میں آپ کے پوتے، نواسے وغیرہ بھی شامل ہیں، جب کہ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے "عمدۃ القاری" میں اختیار کیا کہ یہ تعداد صُلبی اولاد کی ہے، پوتے، نواسے وغیرہ اِس کے علاوہ ہیں۔

[2] وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ۔ (صحیح البخاری: 1982)

[3] وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادُّونَ عَلَى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ۔ (صحیح مسلم: 2481)

[4] آپ رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا: فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا۔ (صحیح البخاری: 1982)

[5] آپ نے خود فرمایا: «وَإِنَّ أَرْضِي لَيُثْمِرُ فِي السَّنَةِ مَرَّتَيْنِ، وَمَا فِي الْبَلَدِ شَيْءٌ يُثْمِرُ مَرَّتَيْنِ غَيْرَهَا۔» (المعجم الکبیر، حدیث: 710)
مشہور تابعی ابو العالیہ رفیع علیہ الرحمہ نے فرمایا: وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ، وَكَانَ فِيهَا رَيْحَانٌ يَجِدُ مِنْهُ رِيحَ الْمِسْكِ۔
آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا اور اُس میں ایک گھاس تھی، جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (جامع ترمذی، حدیث: 3833)

[6] نقل است کہ بر لبِ آبی وضو می ساخت، و دیگرے بالائے اُو وُضو می ساخت. حُرمتِ امام را برخاست و زیرِ امام شد، و وضو ساخت۔ چون آن مرد وفات کرد اُو را بہ خواب دیدند۔ گفتند: خُدائے تعالٰی با تُو چہ کَرد؟ گفت: رَحمَتْ کَرْد؛ بَداں حُرْمَتْ دَاشْتْ کہ اِمام رَا کَرْدَمْ دَرْوُضُو سَاخْتَنْ۔

بڑوں کا احترام تعظیمِ الٰہی ہے: بڑوں کے احترام کا حکم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ نے دیا ہے، چنانچہ جو شخص بزرگوں کی تکریم کرے ارشادِ نبوی کے مطابق وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ[1] وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ یعنی "تین افراد کا احترام کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے:

1) سفید بالوں والا / بوڑھا مسلمان۔

2) حاملِ قرآنِ کریم (حافظ، قاری، عالمِ دین، مفسّر، محدّث، مفتی)، جو نہ تو اُس میں حد سے بڑھے اور نہ ہی اُس سے دُور رہے (نہ اُسے غلط پڑھے یا ریاکاری کرے یا لوگوں کو گمراہ کرے اور نہ ہی اُس کی تلاوت اور اُس پر عمل سے غافل ہو)۔

3) عادل بادشاہ کی تکریم۔" (سنن ابو داؤد، حدیث: 4843۔ الزہد والرقائق لابن المبارک، حدیث: 388)

یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ اِس حدیثِ مبارک میں بوڑھوں، قرآن والوں اور عادل حکمران کی تعظیم کا ذکر ہے، والد کا ذکر نہیں ہے؛ لہٰذا اُس کا احترام اِن کی طرح ضروری نہیں۔ اِس وہم کو دُور کرنے کے لیے معروف محدّث شیخ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا (خلاصہ): والد کا ادب بھی حقیقت میں ربّ تعالیٰ کی تعظیم ہے، تاہم سرکارِ دو عالَم ﷺ نے اِس حدیثِ پاک میں اُس کا ذکر اِس لیے نہیں فرمایا کہ اُس کی تعظیم کا حکم قرآن و سنت کی کئی نصوص سے ظاہر ہے۔ یعنی والد کے احترام کا حکم اِن حضرات کی تکریم سے بھی زیادہ واضح ہے۔[2]

بڑوں کی بے توقیری پر وعید: جس طرح بڑوں کی تکریم پر کئی بشارتیں ہیں، ایسے ہی اُن کی بے توقیری پر سخت وعید بھی ارشاد فرمائی گئی ہے۔

پَروَردۂ آغوشِ نبوّت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عمر رسیدہ صحابی سرکارِ دو عالَم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے ارادے سے آئے، لوگوں کو اُن کے بیٹھنے کے لیے گنجائش بنانے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ چنانچہ امام الانبیا ﷺ نے تربیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَيْسَ مِنَّا[3] مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔ یعنی "جو مسلمانوں کے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور اُن کے بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 1919)

---

[1] غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ: غَيْرِ الْمُجَاوِزِ عَنِ الْحَدِّ لَفْظًا وَمَعْنًى كَالْمُوَسْوَسِيْنَ وَالشَّكَّاكِيْنَ أَوِ الْمُرَائِيْنَ أَوِ الْخَائِنِ فِي لَفْظِهِ بِتَحْرِيْفِهِ كَأَكْثَرِ الْعَوَامِّ بَلْ وَكَثِيْرٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَوْ فِي مَعْنَاهُ بِتَأْوِيْلِهِ الْبَاطِلِ كَسَائِرِ الْمُبْتَدِعَةِ۔ (وَلَا الْجَافِي عَنْهُ) وَغَيْرِ الْمُتَبَاعِدِ عَنْهُ الْمُعْرِضِ عَنْ تِلَاوَتِهِ وَأَحْكَامِ قِرَاءَتِهِ وَإِتْقَانِ مَعَانِيْهِ وَالْعَمَلِ بِمَا فِيْهِ۔۔۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 4972، بحذف یسیر)

[2] وَلَعَلَّ عَدَمَ ذِكْرِ الْوَالِدِ فِي الْحَدِيْثِ لِظُهُوْرِهِ وَعُمُوْمِهِ۔۔۔ (أیضًا)

[3] أَيْ لَيْسَ عَلَى طَرِيْقَتِنَا وَسُنَّتِنَا۔ (فیض القدیر)

بڑوں کی تعظیم سے متعلق اہم اُمور

شریعتِ مطہرہ نے بزرگوں کی تعظیم کا حکم بھی دیا ہے اور اُس کا سلیقہ بھی سکھایا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ گفتگو، نشست و برخاست، لباس و طعام اور ضروریاتِ زندگی کی فراہمی... تمام اُمور میں بڑوں کی تکریم کا حکم ہے۔

گفتگو میں تعظیم: دین سکھاتا ہے کہ بڑوں کے سامنے گفتگو کرتے ہوئے ایسے الفاظ کا انتخاب کریں جن سے تعظیم کی خوشبو مہکے... ایسا لہجہ اپنائیں جس سے احترام واضح ہو... بات کرنے میں اُن سے پہل نہ کریں... بلا ضرورت اپنی آواز کو اُن کی آواز سے بلند نہ کریں... اختلافِ رائے ہو تو اُس کے اظہار میں بھی ادب کو پیشِ نظر رکھیں... اور کوئی ایسا لفظ نہ بولیں جس سے اُن کا دل ٹوٹے۔

شہزادۂ فاروقِ اعظم سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کا مفہوم ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کی مثال ایک سرسبز درخت کی طرح ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے، وہ مسلمان کی طرح بابرکت ہے،[1] وہ کون سا درخت ہے؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے دل میں آرہا تھا کہ عرض کروں: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! وہ کھجور کا درخت ہے... مگر میں نے دائیں بائیں دیکھا کہ جو دس صحابۂ کرام موجود تھے، اُن میں میری عمر سب سے کم تھی۔ چنانچہ ادب و حیا کے پیشِ نظر مَیں خاموش رہا۔

پھر سرکارِ دوعالم ﷺ نے خود ہی راہ نمائی فرمائی: هِيَ النَّخْلَةُ۔ یعنی "کھجور کا درخت مسلمان کی طرح نفع بخش و بابرکت ہے۔"

آپ نے فرمایا: بعد میں مَیں نے والدِ گرامی سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ اُس موقع پر مَیں یہ عرض کرنا چاہتا تھا، مگر احتراماً خاموش رہا تو اُنھوں نے فرمایا: لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا۔ یعنی اگر تم بارگاہِ عالی میں عرض کر دیتے تو مجھے بڑی بڑی دُنیاوی نعمتیں ملنے سے کہیں زیادہ خوشی ہوتی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 6144، 5444، 6122)

حدیثِ مبارک سے پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے بزرگوں کا ایسا احترام سکھایا تھا کہ اُس دَور میں چھوٹے اپنے بڑوں کے سامنے بات کرنے سے بھی ہچکچاتے تھے، تاہم یہ حسین پہلو بھی قابلِ توجّہ ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحب زادے کی تربیت فرمائی کہ دین سیکھنے اور سکھانے میں شرم و حیا نہیں۔ نیز دینی بات پوچھنا یا ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے بڑوں سے علمی سوال و جواب کرنا تعظیم کے خلاف نہیں، بلکہ یہ اُن سے دُعائیں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور بڑی بڑی دُنیاوی نعمتوں سے زیادہ خوشی کی بات ہے۔

آپ ﷺ نے کھجور کے درخت کی مثال سے تربیت فرمائی کہ جس طرح کھجور کا درخت ہر حال میں نفع دیتا ہے... پھل ظاہر ہونے سے پکنے تک وہ کھانے کے قابل ہوتا ہے، حتّٰی کہ اُس کی گٹھلی بھی بے کار نہیں ہوتی... اِسی طرح مسلمان کو ہمیشہ نفع دینا چاہیے! کامل مسلمان ہر حال میں بابرکت ہوتا ہے، حتّٰی کہ اُس کی وفات کے بعد بھی اُس کا نفع جاری رہتا ہے۔ (فتح الباری، زیرِ حدیث: 61)

---

[1] إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5444)

نشست وبرخاست وغیرہ میں تکریم: اسلامی تربیت یہ ہے کہ کوئی عمر رسیدہ مسلمان آجائے تو اُس کے لیے بیٹھنے کی گنجائش بنائیں، بلکہ اُسے عزت کی جگہ پر بٹھائیں... بڑوں کے سامنے ادب کے انداز سے بیٹھیں، حتّی الامکان اُن کی طرف پاؤں نہ پھیلائیں اور اُن سے اُونچی جگہ نہ بیٹھیں... چلنے پھرنے میں اُنھیں آگے رکھیں... کھانے پینے میں اُن سے پہل نہ کریں... بزرگوں کے پاس، خصوصًا اپنے والدین کے پاس بیٹھ کر اُن کی طرف توجّہ رکھیں۔ اگر اُن کے پاس بیٹھ کر پورا وقت اپنے فون یا کسی اور چیز میں مشغول رہیں تو یقینًا اِس سے اُن کی دل آزاری ہوگی۔

روایت میں ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کسی جگہ تشریف فرما تھے، نشست صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے بھری ہوئی تھی، اتنے میں سیدنا جریر بن عبد اللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، جگہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے وہ دروازے کے باہر ہی بیٹھنے لگے تو نبیِ مکرّم ﷺ نے اپنی چادر مبارک اُن کی طرف اُچھالی؛ کہ اِس پر بیٹھ جاؤ۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے چادر مبارک کو بوسہ دیا، (تعظیم کے لیے) آنکھوں پر رکھا اور آقا کریم ﷺ کو واپس کرتے ہوئے کہا: أَكْرَمَكَ اللهُ كَمَا أَكْرَمْتَنِي۔ یعنی حضور! آپ نے غلام کی عزت افزائی فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی شان مزید بلند فرمائے۔ سرورِ عالَم ﷺ نے فرمایا: إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ۔ یعنی "جب تمہارے پاس کوئی معزّز شخص آئے تو اُس کی تکریم کرو۔" (روی ابن ماجة الحرف الأخير في سننه، برقم: 3712۔ المستدرك على الصحيحين، رقم: 7791۔ مسند البزار، رقم الحديث: 8027۔ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا، رقم الحديث: 71۔ المعجم الأوسط، رقم الحديث: 5416)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کا ارشادِ گرامی روایت کیا: مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں مسواک کر رہا ہوں، میرے پاس دو افراد آئے، ایک (عمر میں) دوسرے سے بڑا تھا، مَیں نے چھوٹے کو مسواک دی تو مجھے کہا گیا: كَبِّرْ۔ بڑے کو عطا کیجیے! چنانچہ مَیں نے بڑے کو دے دی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 246)

نبیِ مکرّم ﷺ نے قریب ہونے یا کسی اور وجہ سے چھوٹے کو دینا چاہی تو باری تعالیٰ کی طرف سے اُمّت کی تربیت کے لیے فرمایا گیا کہ بڑے کو پہلے عنایت کیجیے؛ تاکہ اُمّت کو معلوم ہو جائے کہ بڑوں کی کیسے تکریم کرنی ہے۔

ضروریات پوری کرنے میں اعزاز: عمر رسیدہ ہونے کے بعد زیادہ تر انسان کمانے اور خود اپنی ضروریات پوری کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ دینِ متین سکھاتا ہے کہ ہم نہ صرف اُن کی ضروریات پوری کریں، بلکہ اِس میں بھی اُن کی تعظیم کا خیال رکھیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ ہم اُن پر احسان کر رہے ہیں؛ بلکہ یہ سوچیں کہ ہم اپنے بچپن میں اُن کے محتاج تھے تو انھوں نے نہ جانے ہم پر کیا کیا شفقتیں کیں! اب اُن کی خدمت اُن کے احسانات کا اعتراف و اعزاز ہے اور ہمارے لیے بے شمار برکتوں کا ذریعہ ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ۔ "برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔" (المستدرک: 210، علی شرط البخاری) چنانچہ عمر رسیدہ افراد، علماء و صلحا کی تعظیم و خدمت سے برکتیں حاصل کرنی چاہییں۔

نافرمانی میں کسی کی اِطاعت نہیں

ہر چیز اپنی حد میں اچھی ہوتی ہے... اگر اُسے اُس کی حد سے بڑھایا جائے تو یہ "اِفراط" ہے، جو قابلِ قبول نہیں اور اگر اُسے اُس کے درجے سے کم کیا جائے تو یہ "تفریط" ہے، جس کی دین اجازت نہیں دیتا۔

بڑوں کی تعظیم و تکریم سے متعلق حُدود و قیود واضح ہیں اور اُن کے احترام واِعزاز کے حوالے سے شرعی تقاضوں کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اِس پہلو سے بھی اگر کوئی شخص حد سے بڑھتا ہے تو درست نہیں، مثلاً خدانخواستہ اگر بڑے دینی تعلیمات کے خلاف کوئی بات کہیں تو اُسے ماننا حد سے تجاوُز ہے اور اِس کی اجازت نہیں۔

دین سے دُوری کا نتیجہ ہے کہ ہمارے دَور میں بہت مرتبہ والدین اور دیگر رشتہ دار یا افسر اور چوہدری وغیرہ لوگ خود بھی دین کے پابند نہیں ہوتے اور اپنے بچوں / ماتحت افراد کو بھی اُلٹے سیدھے کام کرنے کا کہتے ہیں۔ اِس صورت میں اُن کے درجہ کے مطابق اُن کے احترام کا لحاظ تو رکھا جائے گا، مگر جو بات وہ شریعت کے خلاف کہیں اُس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ سے مروی طویل حدیثِ مبارک میں سرکارِ دوعالَم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی بھی ہے: لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔ "اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو جائز کاموں میں ہی ہوتی ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث:1840)

کفار کو اسلام کا پیغام دیا جاتا تو وہ جواباً کہتے: بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ بلکہ ہم تو اُسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ باری تعالٰی فرماتا ہے: اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ "کیا اگرچہ شیطان اُنھیں جہنم کے عذاب کی طرف بلا رہا ہو (پھر بھی وہ اپنے باپ دادا کے پیچھے ہی چلیں گے)!" [لقمان 21:31]

معلوم ہوا کہ شریعت کے خلاف سیاسی لیڈروں، قبائلی سرداروں، خاندانی وڈیروں، حتّٰی کہ والدین کے کہنے پر چلنا بھی درست نہیں اور قرآنِ حکیم نے اِس کی مذمت فرمائی ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ بعض فتنہ پرور لوگ کفار کے بارے میں نازل ہونے والی یہ آیات پڑھ کر بزرگانِ دین کے خلاف بے ہودہ زبان استعمال کرتے ہیں... کہتے ہیں کہ "بابوں کے پیچھے چلنے سے قرآن نے منع فرمایا ہے"۔ کیسے بدنصیب لوگ ہیں کہ شیطان کے پجاریوں سے متعلق نازل ہونے والی آیاتِ کریمہ کو ربّ تعالٰی کے پیارے بندوں پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے ہیں!

ہمیں سمجھنا چاہیے کہ گمراہ باپ داداؤں کی پیروی کرنا بہت بُرا ہے اور قرآن نے اِس کی مذمت فرمائی ہے، جب کہ بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنا نہایت اچھا ہے اور قرآن نے اِس کا حکم ارشاد فرمایا ہے، جس کی دُعا نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ میں کی جاتی ہے۔

حرفِ آخر: بڑوں کی تکریم... بڑی سعادت

اسلامی تہذیب و تمدّن میں بڑوں کے ادب واحترام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا:

کَرْدَمْ اَزْ عَقْلْ سُوالے کہ بُگو ایماں چیست؟
عَقْل دَرْ گُوشِ دِلَمْ گُفْت کہ ایمان ادب است[1]

دلوں کو معرفتِ الٰہی کے نور سے منوّر کرنے والے، قرآن وحدیث کی دولت کو سینوں میں محفوظ کرنے والے، عدل وانصاف قائم کرنے والے، دین پر عمل کی سعادت پانے والے، اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا اعزاز پانے والے، اسلام کی حالت میں لمبی عمر پانے والے... یہ سبھی "بڑے" ہیں، کوئی عمر میں بڑا ہے اور کوئی دینی اُمور میں... ہمارا دین ہمیں اِن تمام افراد کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔

مجلسِ علماءِ نظامیہ کی فرمائش پر مولانا علی رضا فخری (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ) نے خوب کہا:

مسلّم ہے دائم فضیلت بڑوں کی		ہمیشہ مقدّم ہے عزت بڑوں کی
ہے انمول دولت یہ نسبت بڑوں کی		قرابت بڑوں کی زیارت بڑوں کی
بنائے بہادر شجاعت بڑوں کی		ہر اِک آدمی کو ہے حاجت بڑوں کی
اصاغِر پہ شفقت ہے عادت بڑوں کی		سدا خیر خواہی علامت بڑوں کی
خدایا سلامت رہے دل میں میرے		محبّت بڑوں کی عقیدت بڑوں کی
زمانے کو اس شخص پہ رشک آئے		مقدّر میں ہو جس کے خدمت بڑوں کی
اگر چاہتے ہو سکوں زندگی میں		سدا یاد رکھنا نصیحت بڑوں کی
نصیبوں میں اُس کے عُروج و ترقّی		جسے مل گئی ہو قیادت بڑوں کی
ہر اِک خوش نصیبی کے پیچھے ہزاروں		دُعائیں بڑوں کی حمایت بڑوں کی
بڑے فخر سے ہے یہ فخری کا دعویٰ		ہماری سعادت ہے صحبت بڑوں کی

مغربی تہذیب کی تباہ کاریاں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معاشرے سے تیزی کے ساتھ بڑوں کا ادب واحترام کم ہوتا جارہا ہے۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں تکریمِ اکابر کے حوالے سے کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا، چند اہم نکات یہ ہیں:

❖ بڑوں کی تعظیم وتکریم پر بارگاہِ الٰہی سے دُنیا وآخرت میں انعام عطا کیا جاتا ہے... جب کہ اُن کی بے ادبی سے اُخروی ذلت کے ساتھ ساتھ دُنیا میں بھی رُسوائی ہوتی ہے۔

---

[1] فتاوٰی رضویہ، ج:23، ص:393۔ یعنی مَیں نے عقل سے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ عقل نے میرے دل کے کان میں کہا: ایمان ادب کا نام ہے۔

❖ بڑوں کے سامنے گفتگو میں بھی تعظیم کا پہلو نمایاں ہونا چاہیے، چنانچہ:

- الفاظ کا انتخاب بہترین ہو۔
- لہجہ باادب ہو۔
- بات کرنے میں نہ اُن سے پہل کی جائے، نہ آواز کو اُن کی آواز سے بلند کیا جائے۔
- اختلافِ رائے ہو تو بھی ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

❖ نشست و برخاست میں بھی تعظیم کا لحاظ ہو۔ چنانچہ:

- عمر رسیدہ حضرات کو عزت کی جگہ پر بٹھائیں۔
- بڑوں کے سامنے ادب سے بیٹھیں اور حتّی الامکان اُن کی طرف پاؤں نہ پھیلائیں۔
- چلنے پھرنے میں اُنھیں آگے رکھیں اور کھانے پینے میں اُن سے پہل نہ کریں۔
- بزرگوں کے پاس، خصوصًا اپنے والدین کے پاس بیٹھ کر اُن کی طرف توجّہ رکھیں، نہ کہ فون وغیرہ کی جانب۔

❖ بزرگوں کی خدمت کر کے اُسے اُن پر احسان نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ یہ تصوّر ہونا چاہیے کہ یہ اُن کے بڑے بڑے احسانات کا معمولی اعزاز و اعتراف ہے۔

❖ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے، وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کہیں تو اُس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

عمر رسیدہ افراد اور بزرگانِ دین کا ادب سیکھنے کے لیے اِس بات پر غور کر لینا چاہیے کہ یہ ربّ تعالیٰ کے حضور دُعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیں تو مالک اِن کے ہاتھ خالی موڑنا پسند نہیں فرماتا، جب ربِّ کریم اتنی عزت افزائی فرماتا ہے تو ہمیں کیسی تکریم کرنی چاہیے!

شرعی مسئلہ: نماز میں آخری قعدہ فرض ہے، اُس میں تشہد (عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک) پڑھنا واجب ہے، پھر دُرودِ پاک پڑھنا اور دُعا کرنا سنت ہے۔ حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا کے لیے الفاظ کی کوئی قید نہیں ہے، عربی زبان میں کوئی بھی دُعا کی جا سکتی ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث:835۔ صحیح مسلم، حدیث:402)

ایک خوب صورت قرآنی دُعا عمومًا پڑھی جاتی ہے: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا رکھ، اے ہمارے ربّ اور میری دُعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو بخش دے، جس دن حساب قائم ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بڑوں کی تعظیم و تکریم کر کے اپنی دُنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے بڑھاپے کے وقت میں ہمیں دوسروں کی محتاجی اور عقل و طاقت کے زوال سے محفوظ رکھے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

مالکِ کریم دینی مدارس کی رونقیں تا صبحِ قیامت باقی رکھے اور دین کے اِن مراکز کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنائے، ربّ تعالیٰ حکمرانوں کو دینی مدارس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کے بجائے اِن کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اِن کی سرپرستی کرنے کی توفیق سے نوازے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!